سیرت و سوانح

مولانا عبدُ السّلام ندوی

——— عبدالرشید عراقی ———

دبستانِ شبلی میں مولانا عبدالسلام ندوی کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے جو اہلِ علم و قلم تیار کئے ان میں مولانا سید سلیمان ندوی کے بعد مولانا عبدالسلام ایک ممتاز عالم دین تھے۔ ان کو تمام علوم اسلامیہ میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ مولانا عبدالسلام ندوی ایک جید عالم دین' محقق' مؤرخ' ادیب' انشاپرداز' نقاد' محدث' فقیہ' متکلم اور فلسفی تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب مصنف بھی تھے۔ آپ نے تفسیر' حدیث' فقہ' تاریخ' سیرت' علم کلام' فلسفہ' منطق' ادب و شعر' نفسیات اور اجتماعیات پر بے شمار علمی و تحقیقی اور تنقیدی مضامین لکھے جو الندوہ لکھنؤ' الہلال کلکتہ اور معارف اعظم گڑھ میں شائع ہوئے۔

مولانا عبدالسلام ندوی کا حافظہ بہت قوی تھا۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ اپنے حافظہ کی بنا پر جو لکھتے اس میں قطع و برید اور ترمیم و اضافہ کی کوئی ضرورت نہ ہوتی اور آپ نے کہیں بھی اپنی تحریروں پر نظرثانی نہیں کی۔

مولانا عبدالسلام ندوی علامہ سید سلیمان ندوی کے دست راست تھے۔ ۱۹۱۵ء میں دارالمصنفین اعظم گڑھ سے وابستہ ہوئے اور اپنی زندگی دارالمصنفین میں ہی گزار دی۔ ۱۹۵۶ء میں ان کا انتقال ہوا اور دارالمصنفین کے قبرستان میں مولانا شبلی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ مولانا عبدالسلام ندوی' مولانا شبلی کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔ ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی لکھتے ہیں :

> "عبدالسلام ندوی دبستان شبلی کے گل سرسبد تھے۔ انہوں نے مختلف علمی و مذہبی موضوعات پر کثرت سے کتابیں اور مضامین لکھے ہیں۔ لیکن ان کا خاص موضوع

شعر و ادب تھا۔ اس کے وہ نکتہ سنج ناقد بھی تھے اور دیدہ ور محقق و مورخ بھی' خالص ادبی موضوعات پر ان کی کتابوں شعر الہند' اقبال کامل اور مقالات عبد السلام کو شہرت و مقبولیت کی دنیا میں کلاسکس کا درجہ مل چکا ہے۔ شعر الہند اردو اصناف سخن کی تاریخ اور شعرائے اردو کا تذکرہ ہے۔ عبد السلام شبلی اسکول کے ادیبوں میں اسلوب شبلی کے سب سے کامیاب مقلد تھے۔"

(علامہ سید سلیمان ندوی' شخصیت و ادبی خدمات صفحہ ۶۲۔۶۳)

پروفیسر محمد الیاس الاعظمی ریسرچ اسکالر شبلی کالج اعظم گڑھ لکھتے ہیں :

"علامہ شبلی نعمانی نے نامورانِ علم و فن کا جو کارواں اپنے پیچھے چھوڑا تھا مولانا عبد السلام ندوی اس کے رکن اعظم تھے۔ وہ مولانا ابو الکلام آزاد کے رفیق کار' علامہ سید سلیمان ندوی کے دست راست اور دار المصنفین کے بانیوں میں سے تھے۔ مدۃ العمر تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔ اسوۂ صحابہ و صحابیات' تاریخ اخلاق اسلامی' سیرت عمر بن عبد العزیز' شعر الہند' اور اقبال کامل جیسی معرکہ آراء کتابیں لکھیں۔ سیرت النبیؐ کی تالیف میں بھی حصہ لیا۔ اس کے علاوہ اہم علمی کتابوں کا ترجمہ کیا اور مختلف موضوعات پر بہت سارے مضامین و مقالات لکھے۔" (سہ ماہی "فکر و نظر" اسلام آباد' جلد ۳۴' شمارہ نمبر ۱' صفحہ ۶۹)

مولانا عبد السلام ندوی ۱۸۸۲ء میں ضلع اعظم گڑھ کے ایک قصبہ پٹی علاؤ الدین میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اعظم گڑھ کے اساتذہ و علماء سے حاصل کی۔ اس کے بعد ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے اور ندوۃ العلماء میں مولانا سید علی زینبی' مولانا حفیظ اللہ اعظمی' اور مولانا شبلی بن محمد علی جیراج پوری سے جملہ علوم اسلامیہ میں تحصیل کی۔ مولانا حکیم سید عبد الحی الحسنیؒ لکھتے ہیں :

"ولد ونشا بقریه "پٹو" من اعمال اعظم گڑھ و اشتغل بالعلم زمانا علی اساتذة بلاده' ثم قدم لکھنو و قرأ علی السید علی الزینبی و المولوی شبلی بن محمد علی و المولوی حفیظ الله وعلی خیره من الاساتذة بدار العلوم"۔

(نزهة الخواطر ج ۸' ص ۲۵۳)

تکمیل تعلیم

۱۹۱۰ء میں مولانا عبد السلام ندوی نے ندوۃ العلماء میں تکمیل تعلیم کی اور اس کے بعد مولانا شبلی نعمانی نے جو اُس وقت ندوۃ العلماء کے معتمد تعلیم تھے' ان کو ندوۃ میں ادب کا استاد مقرر کردیا اور اس کے ساتھ ندوۃ العلماء کے آرگن الندوہ کے سب ایڈیٹر بھی ہو گئے۔ آپ "الندوہ" کے سب ایڈیٹر مارچ ۱۹۱۰ء تا اپریل ۱۹۱۱ء تک رہے۔ اور اس زمانہ میں آپ نے کئی علمی و تحقیقی' مذہبی و تاریخی اور تنقیدی مضامین "الندوہ" میں لکھے۔

الہلال کے عملہ ادارت میں

۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء کو مولانا ابو الکلام آزاد نے کلکتہ سے ہفتہ وار الہلال جاری کیا تو مولانا عبد السلام ندوی الہلال کے عملہ ادارت میں شامل ہو گئے۔ الہلال میں آپ نے کئی علمی و تحقیقی مضامین لکھے۔ الہلال میں مضمون نگاروں کے نام نہیں چھپتے تھے۔ اس لئے اب یہ امتیاز کرنا مشکل ہے کہ الہلال میں ان کی تحریریں کون کون سی ہیں۔ مولانا محمد نعیم صدیقی ندوی نے لکھا ہے کہ "الحرب فی الاسلام" مضمون مولانا عبد السلام ندوی کا تھا۔

دار المصنفین اعظم گڑھ میں

۱۹۱۳ء میں علامہ شبلی نعمانی نے دار المصنفین کا خاکہ مرتب کیا' جس کی عمارت کے لئے اپنا آبائی باغ وقف کر دیا۔ مگر ابھی باقاعدہ طور پر دار المصنفین کی بنیاد نہیں پڑی تھی کہ ۱۸/ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۸/ نومبر ۱۹۱۴ء کو علامہ شبلی کا انتقال ہو گیا۔ مولانا شبلی نے اپنے انتقال سے پہلے اپنے ادھورے علمی کاموں کی تکمیل کے لئے اپنے شاگرد رشید علامہ سید سلیمان ندوی کو وصیت کی تھی کہ میرے ادھورے علمی کام کی تکمیل کی جائے۔ ان میں دار المصنفین کا قیام اور سیرت النبی ﷺ کی تکمیل سرفہرست تھی۔ چنانچہ مولانا سید سلیمان ندوی کے ہاتھوں مئی ۱۹۱۵ء میں دار المصنفین کا قیام عمل میں آیا اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکمیل ہوئی۔

مولانا عبدالسلام ندوی اُن دنوں کلکتہ میں مقیم تھے۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے انہیں کلکتہ سے بلالیا اور وہ دار المصنفین سے وابستہ ہوگئے اور اپنی ساری زندگی دار المصنفین ہی میں بسر کردی۔

مولانا سید عبدالحی الحسنی لکھتے ہیں :

"ثم سار الی العظم گڑھ وصار رفیقاً مِن رفقاءِ دار المصنفین۔" (نزھة الخواطر : ج ۸' ص ۳۵۳)

مولانا عبدالسلام ندوی کا علمی تبحّر

مولانا عبدالسلام ندوی جملہ علوم اسلامیہ کے متبحر عالم تھے۔ تفسیر' حدیث' فقہ' تاریخ' علم کلام' فلسفہ' منطق میں ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی لکھتے ہیں :

"مولانا عبدالسلام ندوی فطری مصنف اور انشاء پرداز تھے۔ قوتِ آخذہ بڑی تیز تھی۔ سرسری مطالعہ سے کتابوں کا جوہر کھینچ لیتے تھے۔ قلم برداشتہ لکھتے تھے اور اس پر نظر ثانی اور حک و اصلاح کی ضرورت بہت کم پیش آتی تھی۔ ان کا مسودۂ اولیٰ ہی مبیضہ ہوتا تھا"۔ (تذکرہ علمائے اعظم گڑھ 'ص ۱۶۰)

مولانا عبدالسلام ندوی کا مسلک

مولانا عبدالسلام ندوی نے ابتدائی تعلیم اعظم گڑھ میں حاصل کی تھی۔ کانپور' آگرہ اور مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں اکتساب فیض حاصل کیا تھا اور اسکے بعد ندوۃ العلماء لکھنؤ سے تکمیل کی۔ مولانا عبدالسلام ندوی' مولانا شبلی نعمانی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں :

"کان من کبار تلامیذ العلامہ شبلی بن حبیب اللہ الندوی۔"

مولانا شبلی حنفی المسلک تھے مگر مولانا عبدالسلام ندوی سلفی العقیدہ اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ ان پر استاد کا یہ رنگ غالب نہیں آیا۔

مولانا ابو علی اثری (سابق رفیق اعظم گڑھ) لکھتے ہیں :

"مولانا عبد السلام ندوی خاندانی اہلحدیث تھے۔ ان کی شادی بھی چاندپارے کے ایک اہلحدیث خاندان میں ہوئی تھی۔ ان کے خسر جن کی زیارت کا شرف راقم السطور کو حاصل ہے 'مذہب اہلحدیث کے ایک اچھے اور ممتاز عالم تھے۔ اس دیار کے مشہور اہلحدیث عالم مولانا سلامت اللہ جیراج پوری سے بھی ان کی قرابت تھی۔ وہ خود بھی اسی مسلک کے تھے۔ سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ اہل حدیثوں کے مسلک کے مطابق ۸ رکعت تراویح کے قائل تھے اور اسی کو صحیح سمجھتے تھے اور اسی پر ان کا عمل بھی تھا۔

مولانا کی ابتدائی تعلیم مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں ہوئی تھی۔ یہاں کے تعلیمی اسٹاف میں اہلحدیث اساتذہ بھی تھے۔ ندوہ میں مولانا شبلی کی ترغیب سے آئے اور اپنی ذاتی صلاحیتوں کی بدولت بہت جلد مولانا شبلی کے مقرب بارگاہ ہو گئے۔ لیکن اس تقرب و اختصاص کے باوجود انہوں نے مولانا شبلی کا مسلکی اثر قبول نہیں کیا۔ سید سلیمان ندوی جس مسئلے میں بھی ان سے تبادلہ خیالات فرماتے تھے اس میں ہمیشہ اہلحدیث مسلک ہی کے مطابق رائے دیتے تھے۔"

(چند رجال اہلحدیث صفحہ ۹۷)

اخلاق و اوصاف

مولانا عبد السلام ندوی بہت سادہ مزاج تھے۔ نام و نمود کی طلب کا تصور بھی ان کے دماغ میں نہ تھا۔ پوری زندگی قناعت اور شان استغناء کے ساتھ دارالمصنفین اعظم گڑھ میں گزاری۔ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی لکھتے ہیں :

"مولانا عبد السلام ندوی تحمل' بردباری اور انکساری کے پیکر تھے۔ اس قدر سادہ لوح اور بے تکلف تھے کہ چھوٹے بڑے' ادنیٰ اعلیٰ ہر شخص سے ایک طرح سے ملتے تھے اور ادنیٰ ملازمین تک ان سے بے تکلف تھے۔ باتیں ایسی معصوم اور بھولی کرتے تھے کہ ناواقف آدمی ان کو بہ مشکل پڑھا لکھا تصور کر سکتا تھا۔ جو لوگ ان کی تصانیف کے ذریعے انہیں جانتے تھے ان سے ملنے کے بعد ان کے مصنف ہونے کا یقین نہیں کر سکتے تھے۔ ان کا پورا اثاثہ دارالمصنفین کی ۴۵ سالہ زندگی کا حاصل چند جوڑے کپڑے' ۲ بکس' ایک پلنگ اور ایک بستر سے زیادہ نہ تھا۔"

(تذکرہ علمائے اعظم گڑھ' ص ۱۶۱)

وفات

مولانا عبدالسلام ندوی نے ۲۸ صفر ۱۳۷۶ھ (۴/ اکتوبر ۱۹۵۶ء) دارالمصنفین اعظم گڑھ میں انتقال کیا اور دارالمصنفین کے قبرستان میں مولانا شبلی نعمانی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (نزہتہ الخواطر' ج ۸' ص ۲۵۲)

مقالات

مولانا عبدالسلام ندوی "الندوہ" لکھنؤ' "الہلال" کلکتہ' اور "معارف" اعظم گڑھ سے وابستہ رہے اور تینوں علمی رسائل میں آپ کے مذہبی' علمی' تحقیقی' ادبی' تاریخی اور تنقیدی مقالات شائع ہوتے رہے' جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے :

"الندوہ" لکھنؤ

"الندوہ" لکھنؤ دارالعلوم ندوۃ العلماء کا مشہور رسالہ اور اس کا نقیب تھا۔ علامہ شبلی نعمانی کو اس کی اشاعت کا خیال ۱۹۰۲ء میں آیا' لیکن اس کا پہلا شمارہ اگست ۱۹۰۴ء میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا' اور ۱۹۱۶ء تک جاری رہا۔ الندوہ کے پہلے ایڈیٹر مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی اور علامہ شبلی نعمانی مقرر ہوئے۔ مولانا عبدالسلام ندوی مارچ ۱۹۱۰ء تا اپریل ۱۹۱۱ء اس کے نائب ایڈیٹر رہے۔

"الندوہ" کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ اس نے بے شمار اہل علم و قلم پیدا کئے' جن کے علمی کارنامے برصغیر کی علمی و ادبی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا سید سلیمان ندوی' مولانا عبدالسلام ندوی' مولانا عبداللہ العمادی اور مولانا عبدالواحد ندوی کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان سب کی علمی و قلمی نشو و نما الندوہ کے زیر سایہ ہوئی۔

مولانا عبدالسلام ندوی نے الندوہ لکھنؤ میں ۲۹ مقالات لکھے۔ یہ مقالات 'مذاہب' قرآنیات' حدیث' تاریخ اسلام' تصوف' فلسفہ و کلام' تعلیمات اور تذکرہ سے متعلق ہیں۔ یہاں صرف ۲۰ مقالات کا ذکر کیا جاتا ہے :

مذاہب	۱) مذاہب — تاریخ	مئی' جون ۱۹۰۶ء (پہلا مضمون)
	۲) اسلام' عیسائی ممالک میں	اپریل ۱۹۱۰ء
	۳) تحقیق مذہب و سائنس	جون ۱۹۱۰ء
قرآنیات	۴) زکوٰۃ	اکتوبر ۱۹۰۸ء
	۵) قصص الانبیاء اور قرآن مجید	ستمبر ۱۹۰۹ء
حدیث	۶) صحیح مسلم	جنوری ۱۹۰۶ء
تاریخ اسلام	۷) قسطنطنیہ کے کتب خانے	مارچ ۱۹۱۰ء
	۸) مسلمانوں کی جغرافیانہ خدمات	مئی ۱۹۱۰ء
	۹) العرب قبل الاسلام	نومبر ۱۹۱۰ء
تصوف	۱۰) رہبانیت اور اسلام	اپریل ۱۹۰۹ء
	۱۱) بدعت	نومبر' دسمبر ۱۹۱۱ء
فلسفہ و کلام	۱۲) فلسفہ شیخ الاشراق	مارچ ۱۹۱۰ء
	۱۳) مذہب اور عقل	اکتوبر ۱۹۱۰ء
	۱۴) مذہب اسلام اور علم و عقل	جولائی ۱۹۱۱ء
	۱۵) مسئلہ ارتقاء	ستمبر' اکتوبر ۱۹۱۱ء
تعلیمات	۱۶) قدیم عربی مدارس کی اصلاح ترکی میں	جولائی ۱۹۱۰ء
	۱۷) اندھوں کی تعلیم	جولائی ۱۹۱۱ء
تذکرہ	۱۸) امام مسلمؒ	دسمبر ۱۹۰۶ء
	۱۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ	ستمبر ۱۹۱۰ء
	۲۰) حضرت سلمان فارسی	اکتوبر ۱۹۱۰ء

"الہلال" کلکتہ

مولانا ابو الکلام آزاد کا شہرۂ آفاق ہفت روزہ "الہلال" برصغیر کا ایک مشہور علمی' تحقیقی' دینی اور سیاسی اخبار تھا۔ اور یہ اخبار صحیح معنوں میں برصغیر کی سیاسی' صحافتی اور ادبی تاریخ میں سنگ میل ثابت ہوا۔ یہ صحیح ہے کہ اس کی عہد آفرین شہرت و عظمت کا

سہرا مولانا ابو الکلام آزاد کی نابغہ شخصیت کے سر ہے، لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ الہلال کو بدر کامل بنانے میں ان اہل علم و صاحب علم و فضل کا بڑا نمایاں حصہ ہے جو اس کے عملہ ادارت میں شامل تھے۔ اس کا اندازہ درج ذیل فہرست سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا عبد السلام ندوی، خواجہ عبد الواحد ندوی، مولانا عبد اللہ العمادی اور مولانا حامد علی صدیقی، الہلال کا تنوع مولانا ابو الکلام آزاد کے ساتھ ساتھ ان ممتاز اہل علم کا رہین منت ہے۔ مولانا عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں :

"روزنامہ کے لئے نہیں ایک ہفتہ وار کے لئے اتنا بڑا اور ایسا کھرا اسٹاف اردو صحافت کی تاریخ میں کسی اور کو کیوں نصیب ہوا ہو گا"۔

(سہ ماہی صبح دہلی، ابو الکلام نمبر ص ۴۸)

مالک رام لکھتے ہیں :

"الہلال کے تمام کارناموں سے قطع نظر اس کی اہمیت اور معیار کا اندازہ لگانے کے لئے صرف اس کا حیرت انگیز ادارہ تحریر ہی کافی ہے جو ملک کے صف اول کے ادیبوں اور انشاپردازوں پر مشتمل تھا۔ ہفتہ وار تو درکنار کسی اردو ماہنامے کو بھی آج تک ایسا شاندار ایڈیٹوریل اسٹاف نہ ملا ہو گا"۔

(سہ ماہی صبح دہلی، ابو الکلام نمبر، ص ۵۸)

الہلال میں مضمون نگاروں کے نام شائع نہیں ہوتے تھے اس لئے یہ پتہ لگانا بہت دشوار ہے کہ مولانا عبد السلام ندوی نے الہلال میں کتنے اور کون کون سے مضامین لکھے حالانکہ مولانا شبلی نعمانی نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ اپنا نام لکھا کرو، جیسا کہ مولانا شبلی نعمانی اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں :

"تمہارے مضامین الہلال میں دیکھتا ہوں، مولوی ابو الکلام صاحب اجازت دیں تو نام لکھا کرو، ایسے مضامین گمنام ٹھیک نہیں، اس سے کیا فائدہ کہ ایک شخص کی زندگی گم ہو جائے"۔ (مکاتیب شبلی، ج ۲، ص ۱۷۹)

الہلال کا پہلا شمارہ ۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء کو منصہ شہود پر آیا۔ الحرب فی الاسلام، جو الہلال کی کئی قسطوں میں شائع ہوا تھا۔ مولانا عبد السلام ندوی کا مضمون تھا۔

(سید سلیمان ندوی، شخصیت و ادبی خدمات، ص ۳۵۱)

معارف اعظم گڑھ

ماہنامہ "معارف" دارالمصنفین کا آرگن ہے۔ یہ ایک علمی و تحقیقی و ادبی رسالہ ہے۔ برصغیرپاک وہند میں اس رسالہ کو ایک خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ یہ رسالہ علامہ سید سلیمان ندوی کے زیرادارت جولائی ۱۹۱۶ء میں جاری ہوا۔ دارالمصنفین مئی ۱۹۱۵ء میں قائم ہوا تھا۔ مولانا عبدالسلام ندوی کلکتہ میں مقیم تھے۔ ان کو علامہ سید سلیمان ندوی نے اعظم گڑھ بلالیا۔ مولانا شاہ معین احمد ندوی لکھتے ہیں :

> "مولانا شبلی مرحوم نے اپنے جن تلامذہ کو تالیف و تصنیف کے لئے تیار کیا تھا' ان میں مولانا عبدالسلام صاحب ندوی نہایت ممتاز تھے۔ وہ الہلال کلکتہ کے عملہ ادارت میں تھے' مگر الہلال بند ہو چکا تھا اور مولانا ابھی تک کلکتہ ہی میں مقیم تھے۔ اس لئے دارالمصنفین کے قیام کے بعد ان کو بلالیا گیا۔ اور وہ مئی ۱۹۱۵ء میں دارالمصنفین آ گئے"۔ (حیات سلیمان ص ۱۰۰)

مولانا عبدالسلام ندوی مئی ۱۹۱۵ء میں دارالمصنفین سے وابستہ ہوئے اور اپنی ساری زندگی دارالمصنفین میں گزاری۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے معارف میں مختلف موضوعات پر متعدد مضامین و مقالات لکھے۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا اس میں قرآن مجید' تفسیر' حدیث' فقہ' تاریخ' سیرت' تصوف' فلسفہ و کلام' شعر و ادب وغیرہ شامل ہیں۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے معارف میں جو علمی' دینی' تحقیقی' تنقیدی' ادبی' تاریخی' مقالات لکھے اگر ان کی مکمل فہرست دی جائے تو مقالہ بہت طویل ہو جائے گا۔ تاہم ان کے چند علمی و تحقیقی مقالات کی فہرست درج ذیل ہے :

مذاہب	۱)	اسلام اور نصرانیت کی کشمکش روس میں	اپریل تا ستمبر ۱۹۱۸ء
	۲)	اسلام اور عیسائیت	فروری' مارچ ۱۹۲۳ء
قرآنیات	۳)	قرآن مجید اور شاعری	جون ۱۹۲۰ء
	۴)	خصائص قرآن مجید	جون ۱۹۳۲ء
	۵)	معجزہ قرآن مجید کی نوعیت کا معنوی پہلو	اکتوبر' نومبر ۱۹۵۰ء
حدیث	۶)	محدثین کرام کے فضائل اخلاق	مارچ ۱۹۱۷ء

	۷) کیا علم حدیث پر سلطنت کا اثر پڑا ہے؟	نومبر ۱۹۲۴ء
فقہ	۸) تحریم سود کے علل و اسباب	جون تا ستمبر ۱۹۲۴ء
	۹) القضاء فی الاسلام	نومبر ۱۹۲۷ء تا فروری ۱۹۲۸ء
	۱۰) مسلمانوں کے چند مخصوص اوقاف	اپریل ۱۹۳۴ء
سیرت	۱۱) معجزات اور اسباب خفیہ	جنوری ۱۹۲۳ء
	۱۲) اجتہادات نبویہ	اپریل ۱۹۲۵ء
	۱۳) اوصاف نبوت اور قرآن مجید	فروری ۱۹۳۰ء
تاریخ اسلام	۱۴) عمارات اسلام۔ حریم قدس	جولائی تا اکتوبر ۱۹۱۶ء
	۱۵) اسلامی تمدن کی کامیابیاں	اپریل ۱۹۲۰ء
	۱۶) علمائے اسلام کا اخلاق	مئی تا ستمبر ۱۹۴۶ء
	۱۷) اسلامی ہند کے تمدنی کارنامے	اگست تا نومبر ۱۹۴۹ء
تاریخ عام	۱۸) تاریخ اخلاق یورپ	مارچ ۱۹۱۸ء
	۱۹) مسلمانان روس	مئی تا ستمبر ۱۹۱۸ء
تصوف	۲۰) رہبانیت اور اسلام	دسمبر ۱۹۳۳ء، جنوری ۱۹۳۴ء
	۲۱) تصوف کی اجمالی تاریخ	اپریل تا اکتوبر ۱۹۳۵ء
	۲۲) صوفیانہ نظام اخلاق	اکتوبر، نومبر ۱۹۳۷ء
	۲۳) تصوف کی تجدید و اصلاح	مارچ ۱۹۳۸ء
فلسفہ و کلام	۲۴) فلسفہ لیبان	دسمبر ۱۹۱۷، اکتوبر ۱۹۱۸ء تا مئی ۱۹۱۹ء
	۲۵) امام رازی اور تنقید فلسفہ	ستمبر، اکتوبر ۱۹۴۲ء
	۲۶) فلسفہ اشراق اور اسلام	جولائی، اگست ۱۹۴۴ء
	۲۷) یونانی فلسفہ کے تاریخی ماخذ	اپریل تا جون ۱۹۵۲ء
تعلیمات	۲۸) تعلیم و تربیت	جنوری تا جولائی ۱۹۱۷ء
	۲۹) مسئلہ اصلاح تعلیم نفسیاتی اصول پر	اپریل تا جون ۱۹۴۰ء

	۳۰) اسلامی علوم و فنون اور مستشرقین یورپ	دسمبر ۱۹۸۵ء
طب	۳۱) تاریخ طب کے پوشیدہ ورق	جون ۱۹۳۰ء
	۳۲) اسلامی طب کی مختصر تاریخ	جنوری' فروری ۱۹۴۸ء
تذکرہ	۳۳) نواب عماد الملک سید حسن بلگرامی	جون ۱۹۲۶ء
	۳۴) معجم البلدان اور یاقوت حمدی	اکتوبر ۱۹۳۰ء
	۳۵) امام رازی اور ان کی تصنیفات	دسمبر ۱۹۴۰ء
	۳۶) عبداللطیف بغدادی	جون ۱۹۴۴ء
اردو ادب	۳۷) اقبال کا فلسفہ خودی	اپریل تا دسمبر ۱۹۴۷ء
	۳۸) اردو شاعری میں انقلاب کیونکر پیدا ہوا	جولائی' اگست ۱۹۵۶ء
	۳۹) دلی اور لکھنؤ کی شاعری اور ایک کا اثر دوسرے پر	جون تا ستمبر ۱۹۵۶ء
	۴۰) قدیم و جدید شعراء اور ان کی شاعری	جنوری تا اپریل ۱۹۵۸ء
	۴۱) اردو شاعری اور فن تنقید	مئی تا ستمبر ۱۹۵۸ء' اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۱ء' مارچ ۱۹۶۲ء
تنقید و تبصرہ	۴۲) دیوان حسرت موہانی	مارچ' اپریل ۱۹۱۷ء
	۴۳) دیوان فانی بدایونی	جولائی ۱۹۲۲ء
	۴۴) ماثر صدیقی	فروری ۱۹۲۶ء
	۴۵) کلیات اقبال	جون ۱۹۲۶ء
	۴۶) وقار حیات	اگست ۱۹۲۹ء
	۴۷) بہارستان (مولانا ظفر علی خان)	جنوری ۱۹۴۱ء
	۴۸) اردو غزل (یوسف حسین خاں)	مارچ ۱۹۵۴ء

شاعری

مولانا عبدالسلام ندوی شاعر بھی تھے اور شمیم تخلص کرتے تھے۔ ان کی غزلیں معارف اعظم گڑھ میں شائع ہوتی رہتی تھیں۔ ان کی شاعری کی خصوصیت یہ تھی کہ لکھنؤ

کی شاعری کو دلی کی شاعری پر ترجیح دیتے تھے۔ ان کی جو غزلیں معارف میں شائع ہوئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے :

غزل' معارف۔ اگست ۱۹۱۶ء' اپریل ۱۹۱۹ء' ستمبر ۱۹۱۹ء' دسمبر ۱۹۱۹ء' مارچ ۱۹۲۰ء' فروری ۱۹۲۲ء' جون ۱۹۲۹ء' اکتوبر ۱۹۳۶ء

متفرقات

مولانا عبدالسلام ندوی الندوہ کے سب ایڈیٹر رہے اور معارف سے بھی ان کا تعلق تقریباً ۴۰ سال رہا۔ کبھی کبھی الندوہ اور معارف میں شذرات بھی لکھے' جن کی تفصیل اس طرح ہے :

الندوہ = (شذرات) اپریل' جون' ستمبر' دسمبر ۱۹۱۰ء' مئی ۱۹۱۱ء

معارف = فروری ۱۹۲۵ء' مئی' جون' ۱۹۲۶ء' اگست ۱۹۴۲ء

تصانیف

مولانا عبدالسلام ندوی نے جن موضوعات پر کتابی صورت میں قلم اٹھایا' ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے :

۱) اسوۂ صحابہ (۲ جلد) : جلد اول میں صحابہ کرام و صحابیات رضی اللہ عنہم کے عقائد' عبادات' معاملات' طرز معاشرت' حسن معاشرت اور اخلاق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جلد دوم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی علمی و دینی اور سیاسی کارناموں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

۲) اسوۂ صحابیات : اس کتاب میں اکابر صحابیات رضی اللہ عنہم کے دینی و اخلاقی اور معاشرتی حالات کو سبق آموز انداز میں بیان کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صحابیات رضی اللہ عنہم کے مذہبی و اخلاقی اور علمی خدمات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

۳) اقبال کامل : اس کتاب میں علامہ اقبال کے حالات' سوانح' ان کی تصانیف پر نقد و تبصرہ اور ان کے فلسفہ خودی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں علامہ

اقبال کے نظریہ ملت' تعلیم و سیاست پر تنقیدی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

۴) القضاء فی الاسلام : اس کتاب میں شہادت اور مقدمات کے اسلامی اصول و قوانین کی توضیح و تشریح کی گئی ہے۔

۵) امام رازی : اس کتاب میں امام فخرالدین رازی کے حالات زندگی اور ان کی تصانیف پر نقد و تبصرہ کیا گیا ہے۔

۶) تاریخ اخلاق اسلامی (۲ جلد) : اس کتاب میں نبوت سے پہلے عربوں کے اخلاق و کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۷) حکمائے اسلام (۲ جلد) : جلد اول میں فلسفہ یونان کی تاریخ اور اس کے ماخذ' فلسفہ اشراق اور علوم عقلیہ میں مسلمانوں کی اشاعت کی مختصر تاریخ بیان کی گئی ہے۔ جلد دوم میں ۴۲ حکمائے اسلام کے حالات زندگی اور ان کی علمی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

۸) سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ : اس کتاب میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حالات زندگی اور ان کے علمی کارناموں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۹) شعرالہند (۲ جلد) : جلد اول میں شاعری کی ابتداء سے دور جدید تک کے شعراء کا تذکرہ ہے۔ جلد دوم میں اصناف شاعری یعنی غزل' رباعی وغیرہ پر ادبی اور تاریخی حیثیت سے تبصرہ کیا گیا ہے۔

۱۰) فقرائے اسلام : اس کتاب میں ان علماء کرام کے حالات درج کئے ہیں جنہوں نے صاحب علم و فضل ہونے کے باوجود اپنی زندگی درویشانہ انداز سے گزاری۔

۱۱) شعرالعرب (غیر مطبوعہ) : عرب شعراء کے حالات اور ان کے شاعرانہ کمالات کی تفصیل۔ (سہ ماہی فکر و نظر اسلام آباد ج ۳۴' شمارہ ۱' ص ۷۸)۔

۱۲) حیات شبلی (غیر مطبوعہ) : مولانا شبلی نعمانی کے حالات اور ان کی علمی خدمات کا تذکرہ۔ (سہ ماہی فکر و نظر اسلام آباد' ج ۳۴' شمارہ ۱' ص ۷۶)

۱۳) تاریخ التنقید (غیر مطبوعہ) : (سہ ماہی فکر و نظر اسلام آباد ص ۷۶)

۱۴) ابن یمین : اس کتاب میں ابن یمین کے حالات اور ان کے کلام پر نقد و تبصرہ ہے۔

تراجم

مولانا عبدالسلام ندوی نے جن کتابوں کے اردو میں تراجم کئے' ان کی تفصیل درج ذیل ہے :

۱) ابن خلدون : مصری عالم ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی عربی کتاب "ابن خلدون" کا ترجمہ' جس میں ابن خلدون کے حالات اور ان کے سیاسی' اقتصادی اور عمرانی نظریات پر روشنی ڈالی گئی۔

۲) انقلاب الامم : مشہور فرانسیسی عالم و مفکر گستاؤلی بان کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ۔

۳) اسلامی قوانین فوجداری : مولانا سلامت علی خاں کی عربی کتاب "کتاب الاختیار" کا اردو ترجمہ۔

۴) التربیہ الاستقلالیہ : یہ کتاب انفونس ایگروس کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں اولاد کی تعلیم و تربیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۵) تاریخ الحرمین الشریفین : علامہ محمد مجیب الشوقی کی کتاب "الرحلہ الحجازیہ" کا اردو ترجمہ۔ اس کتاب میں مکہ مکرمہ' بیت اللہ' حجرا سود' مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔

۶) تاریخ فقہ اسلامی : مصری فاضل محمد خضری کی کتاب "التشریع الاسلامی" کا اردو ترجمہ۔ اس کتاب میں فقہ کی مکمل تاریخ بیان کی گئی ہے۔

۷) فطرت نسوانی : پروفیسر ہنری مارٹن کی کتاب کا اردو ترجمہ۔ اس کتاب میں فلسفیانہ انداز میں خواتین کی اخلاقی' معاشرتی اور ذہنی تاریخ بیان کی گئی ہے۔